تُزکِ بابری

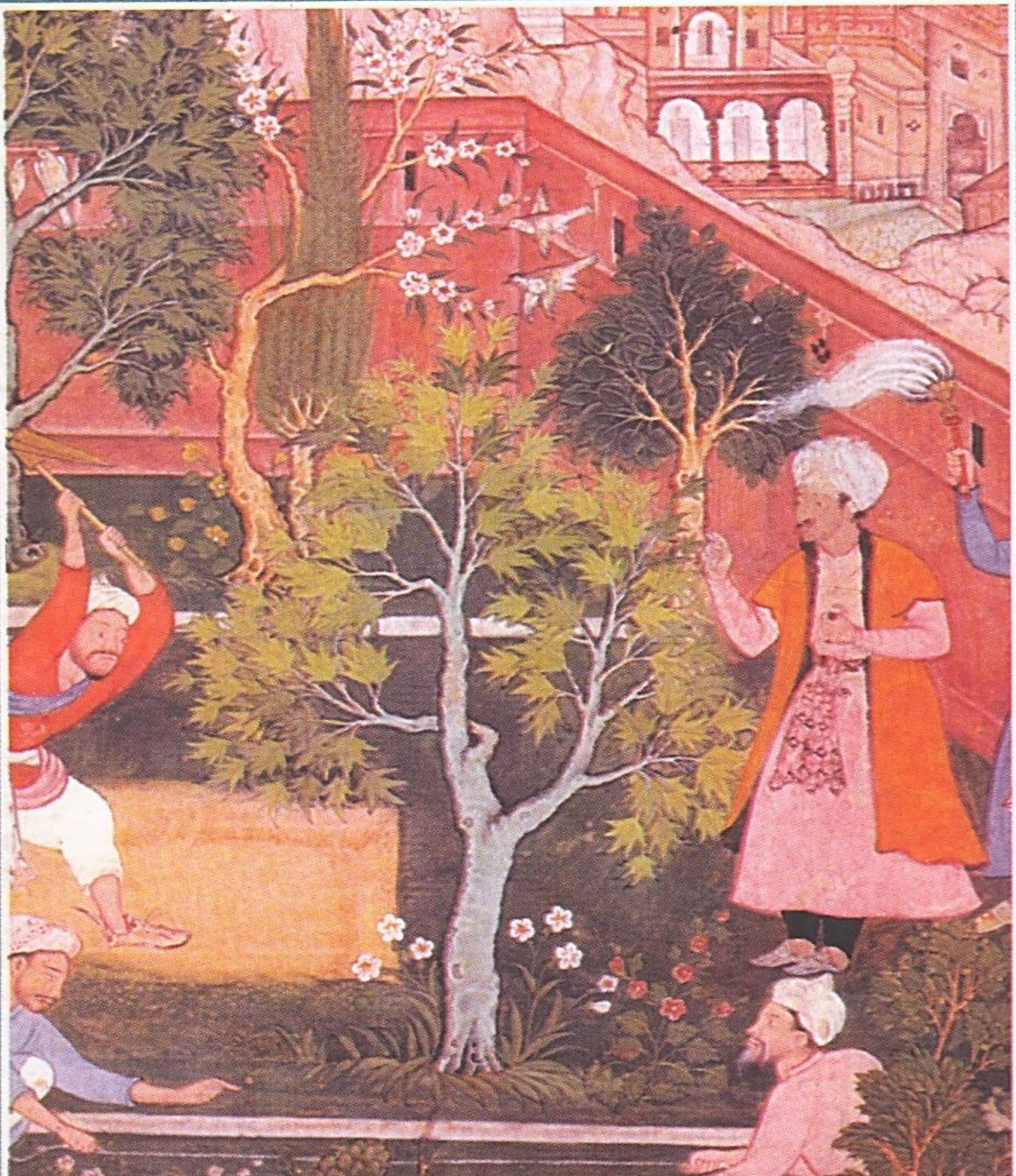

ترجمہ: رشید اختر ندوی

تزکِ بابری

- تزکِ تیموری
- تزک بابری
- ہمایوں نامہ
- ابُوریحان البیرونی
- جلیانوالہ باغ
- اولیائے لاہور

تزکِ بابری

ترجمہ

رشید اختر ندوی

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب، توزکِ بابری کا مصنف ظہیر الدین بابر تاریخ اسلام کی ان عظیم شخصیتوں میں سے بہت ممتاز ہے۔ جنھوں نے اپنی تقدیر آپ بنائی تھی۔

بلاشبہ جیسا کہ آپ آگے چل کر خود ظہیر الدین بابر کی زبان مبارک سے سُنیں گے کہ وہ امیر تیمور کی چھٹی نسل میں سے تھا۔ اس کے باپ عمر شیخ مرزا بلاشبہ فرغانہ کے خود مختار بادشاہ تھے۔ اور انہوں نے یہ بادشاہت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی۔ مگر یہ بادشاہت، مغربی پاکستان کی ایک آباد تحصیل سے بھی مختصر تھی۔ اور پھر ظہیر الدین محمدؐ بابر نے ابھی اپنے باپ کی مسند سنبھالی ہی تھی کہ اس کے دشمنوں نے جو اپنے ہی تھے اس سے یہ مسند چھین لی اور اُسے ہزار ہزار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی مواقع اس پر ایسے بھی آئے جب کہ اس کا سر ٹوپی سے محروم تھا جسم پر چیتھڑے لپٹے تھے اور پاؤں میں جوتے نہ تھے۔ اور وہ ننگے پاؤں نوکیلی اور کنکریلی زمین پر جب چلتا تو اس کے پاؤں لہو لہان ہو جاتے۔

اس کے باوجود تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ ظہیر الدین بابر نے اپنی عظمت و بزرگی کی عمارت آپ کھڑی کی۔ شاہراہِ عظمت و شہرت پر بکھرے نوکیلے آہنی کانٹے آپ اپنے ہاتھوں سے چنے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنے دشمنوں میں سے ایک ایک کو اپنے سامنے جھکایا۔ ایک ایسی عظیم سلطنت کی بنا رکھی جو کابل و قندھار سے لے کر جنوبی ہندوستان تک پھیلی تھی جو برابر

954.0252 Nadvi, Rashid Akhtar
Tuzuk-i Babri/ Rashid Akhtar
Nadvi.-Lahore : Sang-e-Meel
Publications, 2018.
288pp.
1. History - India - Mughal Period.
2. Sawaneh. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

2018ء
افضال احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-0319-8
ISBN-13: 978-969-35-0319-7

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 92-423-722-0100 / 92-423-722-8143 Fax: 92-423-724-5101
http://www.sangemeel.com e-mail: smp@sangemeel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

ڈھائی سو سال تک قائم رہی۔ اور جس نے ہندوستان ہی کی تاریخ میں نہیں، دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم سلطنت کا نام پایا ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ ظہیر الدین بابر سے پہلے ہندوستان پر حملہ آور تاجداروں میں دارا اول، سکندر مقدونی، ڈیمی ٹریوس، اپالوڈوٹس، مینانڈر، کاڈفیسس، کشان بادشاہ کنشک، محمود غزنوی اور محمد غوری نے عالمگیر شہرت پائی ہے۔ اور ان میں ہر ایک کو تاریخ نے عظمت کا تاج پہنایا ہے۔ اس کے باوجود ان میں سے کوئی بادشاہ بھی ایسا نہیں ہے جس نے ہندوستان میں اپنی عظمت کا چراغ جلانے سے پہلے وہ مصائب اٹھائے ہوں، جو ظہیر الدین بابر کو اٹھانے پڑے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی جنگلوں میں، مہینوں ننگے پاؤں اور ننگے سر بلا یار و مددگار آوارہ خرامی کی ذلت سے دوچار ہونا نہ پڑا تھا۔

ہمارے نزدیک ظہیر الدین بابر اپنے سے پہلے کے تمام بادشاہوں سے اس اعتبار سے حد درجہ منفرد ہے کہ وہ کسی قسم کے سہارے کے بغیر آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا۔ اور اپنی دنیا آپ آباد کی۔

ظہیر الدین بابر کی یہ خصوصیت بھی اُسے دنیا کے تمام عظیم بادشاہوں میں امتیاز بخشتی ہے۔ کہ وہ اونچے درجہ کا تاجدار ہونے کے باوجود، ایک بہت اونچا مصنّف اور کہنہ مشق شاعر تھا۔ اس کی تزک جو بعض علماء کے خیال میں تمام سابقہ بادشاہوں کی خود نوشت سوانح حیات میں اپنی مثال آپ ہے۔ سادگی تحریر کے اعتبار سے ایک یگانہ روزگار تصنیف ہے اور یہی وہ تصنیف ہے۔ جس کی بنا پر بابر ایک عظیم مصنّف قرار دیا گیا ہے۔

بابر نے یہ تصنیف ترکی زبان میں تالیف کی تھی جسے اس کے پوتے اکبر بادشاہ کے ایک رفیق عبدالرحیم خان خانان نے جو بیرام خاں کا بیٹا تھا۔ ترکی سے فارسی میں منتقل کیا۔ اور دنیا کو پہلی بار معلوم ہوا کہ عظیم تاجدار بابر اقلیم سخن کا بھی شہنشاہ تھا۔

گو بابر نے اپنی اس توزک میں اپنے دور کے مصنّفین کی طرح خوبصورت الفاظ اور پرشکوہ کلمات کے محلّات استوار نہیں کیے۔ رنگارنگ کے لفظی بیل بوٹوں سے اپنی کشتِ تصنیف کو نہیں سجایا۔ لیکن جس سادہ اور آسان اسلوب میں اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کیا ہے۔ اس نے اسے اپنے وقت کے تمام مصنفین پر سبقت بخش دی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ظہیر الدین بابر نے توزک تصنیف کر کے اپنے عہد کے مؤلفین کے لیے اظہارِ خیال کی ایک نئی راہ کھولی تھی اور یہی وہ راہ ہے جسے انیسویں صدی کے یورپین مصنفین نے اپنا کر حیات جاوداں حاصل کی ہے۔

عجیب بات ہے حالانکہ توزک بابری عظیم ترین نقادوں کے معیار پر ہمیشہ پوری اتری ہے۔ اس کے باوجود اس کی اشاعت پر وہ توجہ نہیں ہوئی جس کی وہ مستحق تھی۔ وہ قریب قریب ان دنوں تو ناپید ہے۔ ہمیں اس کا ایک فارسی نسخہ جو نامکمل ہے پنجاب پبلک لائبریری سے میسّر آیا ہے۔ جو مرزا محمد شیرازی مالک چھاپہ خانہ یا مطبع پریس بمبئی نے طبع کیا تھا۔

پبلشر نے اس کی اشاعت پر اپنی طرف سے جو نوٹ لکھا ہے، اس میں وضاحت کی ہے کہ اسے یہ نادر کتاب کتب خانہ عالی جاہ راجہ ہوادیاد یا سانول داس راجہ ادوے پور سے ملی۔ اور اس نے اسے نقل کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

فارسی کی اصل کتاب دو سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے کئی صفحے کرم کردہ خوردہ ہیں۔

ہم یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتے، کہ ہم نے اس کتاب کے ترجمہ کے وقت وہی عرق ریزی کی ہے جو اس کے اصل مترجم عبدالرحیم خان خاناں نے کی۔ تاہم ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ لفظی ترجمہ میں اُلجھے بغیر اس کے مافی الضمیر کو اردو میں منتقل کر دیں۔

ہمارے پاس بہت تھوڑا وقت تھا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کمیٔ وقت کے باعث ہم سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہوں۔

بہرحال اپنے وقت کی اس عظیم ترین تصنیف کو ہم نے اردو جامہ پہنانے کے سلسلہ میں پوری دیانت داری ملحوظ رکھی ہے۔ اور پڑھنے والوں سے عفو کے طالب ہیں۔

رشید اختر ندوی

میکلوڈ روڈ لاہور

فہرست

فرغانہ کی بادشاہت - ۱۷
بابر کے باپ عمر شیخ مرزا - ۲۰
شاہی خاندان کے دوسرے افراد - ۲۱
عمر شیخ مرزا کی وفات - ۲۱
ماں اور اس کا خاندان - ۲۳
بابر مرزا کی تخت نشینی - ۲۳
سلطان احمد مرزا کا حملہ - ۲۴
سلطان محمود کا حملہ - ۲۵
ابابکر کاشغری کا حملہ - ۲۵
احمد مرزا کا انتقال - ۲۵
حسن یعقوب کی بغاوت - ۲۶
سلطان محمود مرزا کی وفات - ۲۷
بائسنغر مرزا کی تخت نشینی - ۲۸
ابراہیم سارد کی بغاوت - ۲۹
خجند پر قبضہ - ۲۹
محمود خاں سے ملاقات - ۲۹
اورایتہ پر چڑھائی - ۳۰
حسین مرزا نے پاؤں پھیلائے - ۳۰
مرزا نے اپنی سلطنت تقسیم کردی - ۳۱
ترخانیوں کی بغاوت - ۳۱
بابر سمرقند پر حملہ آور ہوا - ۳۱
سمرقند پر دوبارہ چڑھائی - ۳۲
شیراز پر حملہ - ۳۲
۹۰۳ھ میں پھر سمرقند پہنچا - ۳۳
شیبانی خاں کا حملہ - ۳۳
بائسنغر مرزا سمرقند چھوڑ گیا - ۳۴
سلطان حسین مرزا اور اس کے بیٹے میں جنگ - ۳۴
سمرقند پر بابر کا حملہ - ۳۵
سمرقند کا ذکر خیر - ۳۵
بخارہ - ۳۸
سمرقند کے حکمران - ۳۹

میری حکومت ۔ ۳۹

اندجان محاصرہ میں ۔ ۴۰

سمرقند چھوڑ دیا ۔ ۴۰

سلطان محمود خاں سے استمداد ۴۱

ساتھیوں کا منہ پھیر جانا ۔ ۴۱

حصار پر خسرو شاہ کا قبضہ ۔ ۴۲

بست پر سلطان حسین کی چڑھائی ۔ ۴۳

مسعود مرزا کے ساتھ بے وفائی ۔ ۴۳

۹۰۴ھ سمرقند پر دوبارہ حملہ ۔ ۴۳

دشمن حملہ آور ہوئے ۔ ۴۴

اندجان کی فتح ۔ ۴۴

اخشی کی طرف ۔ ۴۵

دشمنوں کی اندجان پر چڑھائی ۔ ۴۵

تنبل سے انجان میں مقابلہ ۔ ۴۶

بائسنغر مرزا کا قتل ۔ ۴۶

میری پہلی شادی ۔ ۴۹

سمرقند پر حملہ ۔ ۴۹

شیبانی خاں کا سمرقند پر حملہ ۔ ۵۰

نواحی قلعے ۔ ۵۲

شیبانی خاں سے شکست کھائی ۔ ۵۳

سمرقند سے فرار ۔ ۵۷

والدہ اپنے عزیزوں کی طرف چلیں ۔ ۵۸

دہسکت میں قیام ۔ ۵۹

سیما کا سفر ۔ ۶۱

تنبل کا اورانتیبہ پر حملہ ۔ ۶۲

صف بندی اور علم بندی ۔ ۶۲

۹۰۸ھ بے کار یورش ۔ ۶۳

پریشانی کے دن ۔ ۶۴

اخشی پر چڑھائی ۔ ۶۶

میری کامیابی ۔ ۶۶

اندجاں کا ناکام سفر ۶۷

دوسری بار اندجاں پر حملہ ۔ ۶۸

میرے مقبوضہ مقامات کی تقسیم ۔ ۷۰

نوکند اور کاشان پر چڑھائی ۔ ۷۱

اخشی میں ۔ ۷۲

اندجاں سے بڑے اور چھوٹے خان کا فرار ۔ ۷۳

جہانگیر مرزا کی آمد ۔ ۷۳

کابل کا ارادہ ۔ ۸۰

خسرو شاہ کی بے بسی ۔ ۸۲

کابل فتح ہوا ۔ ۸۵

کابل کا ذکر ۔ ۸۵

کابل اور ہندوستان کے راستے۔ ۸۷
کابل کے باشندے۔ ۸۸
غزنی۔ ۹۳
ہندوستان پر پہلا حملہ۔ ۹۵
ملتان کے ایک گاؤں پر حملہ۔ ۱۰۱
۹۱۱ھ کے واقعات۔ ۱۰۳
والدہ کی وفات۔ ۱۰۳
قندہار پر حملہ۔ ۱۰۳
ہزارہ ترکمانوں پر چڑھائی۔ ۱۰۶
جہانگیر مرزا نے بغاوت کی۔ ۱۰۸
خوارزم پر شیبانی خاں کا قبضہ۔ ۱۰۸
سلطان حسین کے علما۔ ۱۱۰
اس دور کے شعرائے خراسان ۱۱۲
سلطان حسین مرزا کے جانشین ۱۱۵
۹۱۲ ہجری ۱۱۶
خراسان کا سفر۔ ۱۱۶
مرزاؤں سے ملاقات۔ ۱۱۸
معصومہ بیگم کا ذکر۔ ۱۲۲
خان مرزا نے بغاوت کی۔ ۱۲۸
حسین مرزا سے سلوک۔ ۱۳۳
۹۱۳ھ کے واقعات ۱۳۵
قوم خلجی پر حملہ۔ ۱۳۵
شیبانی خاں کا خراسان پر حملہ۔ ۱۳۶
ہرات کی فتح۔ ۱۳۷
مشہد پر چڑھائی۔ ۱۳۷
مجھ سے مدد مانگی۔ ۱۳۷
قندہار پر حملہ اور فتح۔ ۱۳۹
قندہار سے کابل کی واپسی۔ ۱۴۲
ہندوستان پر دوسرا حملہ۔ ۱۴۴
ہندوستان پر حملہ کا ارادہ ملتوی ہوا۔ ۱۴۵
قندہار پر شیبانی خاں کا قبضہ اور واپسی۔ ۱۴۵
بادشاہ کہلوانا شروع کیا۔ ۱۴۶
ہمایوں کی پیدائش۔ ۱۴۶
۹۱۴ ہجری ۱۴۶
مہمند قبیلہ پر حملہ۔ ۱۴۶
۹۱۵ ہجری ۱۴۷
بجور پر حملہ۔ ۱۴۷
قلعہ فتح ہوا۔ ۱۴۸
سوات پر چڑھائی۔ ۱۴۹
یوسف زئی بادشاہ کی بیٹی طلب کی۔ ۱۴۹

یوسف زئی اور محمد زئی پٹھانوں پر حملہ - ۱۵۰
شہباز ملحد کا ذکر - ۱۵۰
بھیرہ کی طرف روانہ ہوئے - ۱۵۱
کچھ کوٹ میں - ۱۵۱
جمہوری حکومت - ۱۵۲
باغ صفا - ۱۵۲
اس علاقہ کی حکومت - ۱۵۳
بھیرہ کا معائنہ - ۱۵۴
خوشاب کا وفد - ۱۵۵
خراج کی ادائیگی میں تامل - ۱۵۵
بھیرے کی حکومت - ۱۵۶
جٹ اور کھوکھر قوموں کا ذکر - ۱۵۶
کابل کی طرف واپسی - ۱۵۷
گکھڑوں کی گوشمالی - ۱۵۷
پشاور کا ماحول - ۱۶۰
شیر کا شکار - ۱۶۰
درہ خیبر علی مسجد - ۱۶۱
یوسف زئی سردار کی حاضری ۱۶۳
کردیز کی سرحد پر - ۱۶۴
زئی قوم پر چڑھائی - ۱۶۵
رحیل کی سرکوبی - ۱۶۸
کابل کی سمت واپسی - ۱۶۸

۹۳۲ ہجری میں ہندوستان پر فیصلہ کن حملہ - ۱۷۱

پانی پت کا معرکہ اور ہندوستان میں مغل حکومت کا قیام - ۱۷۱
دیوان لاہور کی سفارت باریاب ہوئی - ۱۷۱
فوج کا شمار - ۱۷۴
سیالکوٹ کی طرف - ۱۷۴
دریائے جہلم کے کنارے پر - ۱۷۵
عالم خاں کا ذکر - ۱۷۶
غازی خاں کا تعاقب - ۱۷۸
قلعہ بلوت پر حملہ - ۱۷۹
غازی خان کا کتب خانہ - ۱۸۰
قلعہ کوٹلہ پر قبضہ - ۱۸۲
ابراہیم لودھی کا سفیر حاضر ہوا - ۱۸۳

پانی پت کی لڑائی - ۱۸۶

دہلی پر قبضہ - ۱۹۰
آگرہ کی سمت - ۱۹۱

کابل سے ہندوستان کی فتح تک کا مجمل تذکرہ اور ہندوستان کے حالات۔ ۱۹۳
یہ ہندوستان۔ ۱۹۵
یہاں کے حیوانات اور جانور۔ ۲۰۰
موسم دن اور تقسیم اوقات پر گفتگو۔ ۲۰۴
ہندوستان کے بارے میں بابر کی رائے۔ ۲۰۶
خزانوں کی تقسیم۔ ۲۰۸
ہندوستان کے لوگوں کی بددلی اور مخالفت۔ ۲۰۹

مزید فتوحات اور مخالفین کی سرکوبی۔ ۲۱۱

کوئل کی فتح۔ ۲۱۱
سنبھل اور بیانہ۔ ۲۱۲
قنوج پر نصیر خاں کا قبضہ۔ ۲۱۲
آگرہ کے نواح میں باغات لگوائے۔ ۲۱۳
ہمایوں کی پیش قدمی۔ ۲۱۴
خراسان پر عبید خاں کی چڑھائی۔ ۲۱۴
بہادر خاں گجراتی کے خطوط۔ ۲۱۵

۹۳۳ ہجری کا آغاز۔ ۲۱۶

توپ ڈھلی۔ ۲۱۶
ہمایوں کو واپسی کا حکم۔ ۲۱۷
بیانہ کی طرف فوج روانہ کی۔ ۲۱۷
گوالیار کا قبضہ ۲۱۸
دھولپور بھی ہاتھ آیا۔ ۲۱۹
مجھے زہر دیا گیا۔ ۲۱۹
جونپور کی فتح۔ ۲۲۱
رانا سانگا سے مقابلہ کی تیاریاں۔ ۲۲۲
حسن خاں کی بغاوت۔ ۲۲۲
توپ کا معائنہ۔ ۲۲۳
ہم رانا سانگا کی طرف چلے۔ ۲۲۳
دشمن سے مڈبھیڑ۔ ۲۲۴
شراب سے توبہ کی۔ ۲۲۶

فوج کی دلجمعی ۔ ۲۲۷

پیش قدمی ۔ ۲۲۸

شکرِ خدا ۔ ۲۳۴

حسن خاں میواتی اور اس کا ملک ۔ ۲۳۵

ہمایوں کا انتخاب ۔ ۲۳۶

مزید فتوحات ۲۳۸

چندوار اور راپیری فتح ہوئے ۔ ۲۳۸

خیرآباد کی فتح ۔ ۲۳۹

ہمایوں کی طرف سے صدمہ پہنچا ۔ ۲۳۹

رمضان آگرہ میں ۔ ۲۴۰

شعروں کا دیوان ۔ ۲۴۱

۹۳۴ ہجری شروع ہوا ۔ ۲۴۱

توپ پھٹی ۔ ۲۴۲

چندھیری پر چڑھائی ۔ ۲۴۲

چندھیری سے قنوج کی طرف ۔ ۲۴۷

۹۳۵ھ کا آغاز ہُوا ۔ ۲۵۲

بکرماجیت پسر رانا سانگا ۔ ۲۵۵

گوالیار کا بت خانہ ۔ ۲۵۶

خزانے خالی ہوئے ۔ ۲۵۹

بیماری اور نعتیہ نظم ۔ ۲۶۰

فوج کے اجتماع کا فرمان ۔ ۲۶۰

فوج کشی ۔ ۲۶۱

عسکری کو نوازا ۔ ۲۶۲

جشن منعقد ہوا ۔ ۲۶۳

عسکری کی روانگی ۔ ۲۶۵

قزلباشوں اور ازبکوں کی جنگ ۔ ۲۶۵

امرا سے مشاورت ۔ ۲۶۷

بلوچستان میں ہنگامہ ۔ ۲۶۷

دھولپور کا باغ نیلوفر ۔ ۲۶۸

ہمایوں نے سمرقند پر حملہ کیا ۔ ۲۶۸

ہمایوں کے نام خط ۔ ۲۷۰

سلطان محمود کا فرار ۔ ۲۷۳

لاہوری پہلوانوں کی کشتی۔ ۲۷۳

محمود خاں کی چھاؤنی۔ ۲۷۴

بہار کی حکومت۔ ۲۷۵

کشتیوں کے نام۔ ۲۷۶

رات کے وقت حملہ۔ ۲۷۹

بنگالیوں سے مقابلہ ہوا۔ ۲۷۹

بنگالیوں سے صلح۔ ۲۸۱

شاہ محمد کو نوازا۔ ۲۸۲

بایزید اور بین کی پیش قدمی۔ ۲۸۴

آگرہ میں واپسی۔ ۲۸۶

ماہم اور اہل محل سے کابل روانہ ہوئے۔ ۲۸۶

مشغول رہتے تھے۔ سلطان محمود کی قبر یہیں ہے۔ سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم کی قبریں بھی یہیں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ یہاں دفن ہیں جس سال میں نے کابل پر قبضہ کیا۔ اسی سال کہت اور بنوں دشت سے ہوتا غزنی پہنچا۔ حالانکہ غزنی چھوٹا سا شہر ہے۔ تاہم تعجب ہوتا ہے کہ محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری جیسے بڑے بادشاہوں نے جن کے پاس ہندوستان اور خراسان جیسے ملک تھے غزنی کو دارالسلطنت کے طور پر کیسے انتخاب کیا تھا۔

سلطان محمود غزنوی جب زندہ تھا تو دریائے غزنی کے چار بند تھے۔ ان میں سب سے بڑا بند سلطان محمود غزنوی نے تعمیر کیا تھا۔ یہ بند دریا سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر شمال مغرب کی سمت بنا ہوا ہے۔ یہ چالیس پچاس گز اونچا اور تین سو گز لمبا ہے۔ اس بند کے ذریعہ دریائے غزنہ کا پانی حسبِ ضرورت روک کر اسکے پاس کے کھیت سیراب کیئے جاتے ہیں جب علاؤالدین جہاں سوز نے غزنہ پر قبضہ کیا۔ تو غزنہ کی تباہی کے ساتھ ساتھ ایک بند پر بھی تباہی نازل کی۔ سلطان محمود کی اولاد کی قبریں تک جلا ڈالیں۔ شہر غزنی کو آگ کے سپرد کر دیا۔ عوام کو بری طرح لوٹا اور قتل کیا۔ علاؤالدین جہاں سوز کے زمانے سے غزنہ کا یہ بند ویران تھا۔ میں نے جس زمانہ میں ہندوستان فتح کیا تو خواجہ کلاں کو بہت سی رقم اس غرض سے دی کہ اس بند کی مرمت کرے۔ اور اسے پھر سے کار آمد بنا دے۔

دریائے غزنہ کا دوسرا بند سخن نامی ہے۔ یہ بند غزنی کے مشرق کی سمت شہر سے دو فرسنگ دور واقع ہے۔ یہ اس درجہ تباہ ہو چکا ہے کہ اس کی مرمت کا امکان باقی نہیں رہا۔ تیسرا بند سردہ نامی ہے، یہ کار آمد ہے۔ غزنہ میں غضب کی سردی پڑتی ہے۔

کابل کے تومانوں میں فرغل، کردیز، اور بنگش تومان بھی بہت اہم ہیں۔ خصوصیت سے فرغل کا سیب تو بہت مشہور ہے۔ اور ہندوستان اور ملتان کو برآمد ہوتا ہے۔ تومانِ بنگش کے لوگ یوں تو افغان ہیں مگر زیادہ تر ڈاکو ہیں۔ اگر خدا فرصت دے تو ان ڈاکوؤں کی مزاج پرسی کروں۔ اور انہیں نیک اطوار بنا دوں۔ کابل کی آمدنی آٹھ لاکھ شاہرخیہ ہے۔

ہندوستان پر پہلا حملہ

جب میں کابل میں آن کر مقیم ہوا تو دریا خاں کا بیٹا یار حسین بہیرہ سے میرے پاس پہنچا۔ اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی رائے دی۔ اور میں نے چند دن کے بعد فیصلہ کر لیا کہ ہندوستان پر چڑھ جاؤں۔ جو لوگ ہندوستان کے اطراف کے حالات سے آگاہ تھے ان سے حالات دریافت کیئے۔

ان میں بعض نے مشورہ دیا کہ بنگش کا راستہ اختیار کروں اور اس سال ادھر فتوحات کا دامن پھیلاؤں۔ بعض کی رائے ہوئی کہ ہو نہ ہو، ہندوستان پر حملہ آور ہو جاؤں۔ بالآخر میں نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی رائے بہت پختہ کر لی۔

یہ شعبان کا مہینہ تھا، جبکہ میں کابل سے ہندوستان کے ارادہ سے سوار ہوا۔ بادام چشمہ پر پہلی منزل کی۔ پھر روانہ ہُوا تو جبدلگ کے راستے چھ جگہ رکنے کے بعد ادینہ پور پہنچا۔

اس سے پہلے میں نے کبھی کسی گرم ملک کی سیر نہ کی تھی۔ اور نہ اس کے گرم موسم سے لطف اندوز ہوا تھا۔

یہاں کی ہر شے، نئی نظر آئی۔ پرندوں کی شکل وصورت بھی اور دیکھی اور چوپائے بھی دوسری قسم کے پائے۔ یہاں کے لوگوں کی عادات و اطوار اور رسوم و رواج بھی کچھ اور وضع کی تھیں۔

Rs. 500.00

www.sangemeel.com
ISBN-10: 969-35-0319-8
ISBN-13: 978-969-35-0319-7
9 789693 503197